احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ۔ فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | سوموار۔ ۱۲۔ شوال ۱۴۱۳ھ، ۵۔ شہادت ہش ۱۳۷۲، ۵۔ اپریل ۱۹۹۳ء | نمبر ۷۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع

ربوہ: ۴۔ اپریل۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع یہ ہے کہ چھاتی میں بلغم جو رُکا ہؤا تھا اب اس میں افاقہ ہے۔ طبیعت قدرے بہتر ہے۔ کمزوری بدستور ہے۔ احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"نصیحت کرنا اور بات پہنچانا ہمارا کام ہے۔ یوں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبّت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبّت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں۔ ہزارہا انسان ہیں جنہوں نے محبّت اور اخلاص میں تو بڑی ترقی کی ہے مگر بعض اوقات پُرانی عادات یا بشریت کی کمزوری کی وجہ سے دنیا کے اُمور میں ایسا وافر حصّہ لیتے ہیں کہ پھر دین کی طرف سے غفلت ہو جاتی ہے۔

ہمارا مطلب یہ ہے کہ بالکل ایسے پاک اور بے لَوث ہو جاویں کہ دین کے سامنے اُمورِ دنیوی کی حقیقت نہ سمجھیں اور قسما قسم کی غفلتیں جو خدا سے دُوری اور مہجوری کا باعث ہوتی ہیں وہ دُور ہو جاویں۔ جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اس وقت تک حالت خطرناک ہے اور قابلِ اطمینان نہیں۔ کیونکہ جب تک ان باتوں کا ذرہ بھی وجود موجود ہے تو اندیشہ ہے اور ایک دبدہ لگی رہتی ہے کہ کسی وقت یہ باتیں زور پکڑ جاویں اور باعثِ حبطِ اعمال ہو جاویں۔ جب تک ایک قسم کی مناسبت پیدا نہیں ہوتی تب تک حالت قابلِ اطمینان نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ ۶۰۵)

ہر نیکی کی جڑ یہ اتّقا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

"جب تقویٰ کی جڑ مضبوط ہو اور اس جڑ سے نیکی کی اور پاکیزگی کی اور صلاح کی شاخیں نکلیں تو وہ شاخیں نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرتی ہیں اور رُوحانی بلندیوں تک پہنچتی ہیں بلکہ اس دُنیا میں بھی (اخروی زندگی میں تو ہوگا ہی) ان شاخوں کو تازہ بتازہ پھل لگتا رہتا ہے۔ جس سے انسان فائدہ حاصل کرتا ہے یعنی اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا انسان کو حاصل ہو جاتی ہے اور روح کو ہر لحظہ ایک لذّت اور سرور حاصل ہوتا رہتا ہے۔ ان پھلوں کے کھاتے سے جن کا کھانا روحانی طور پر ہے لیکن جب تک وہ پھل نہ ملیں وہ خوشحالی حاصل نہیں ہو سکتی، وہ لذّت اور سرور حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ پھل مل نہیں سکتے جب تک اعتقادات جو ہیں وہ صحیح نہ ہوں اور اعمالِ صالحہ ان کو سیراب نہ کریں۔ اور تقویٰ کی جڑ سے نکل کے آسمانوں تک نہ پہنچیں۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے کسی فعل کو قبول کر لینا ہی اس کا پھل ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں انسان کو اس کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ پس ہر نیکی کی جڑ یہ اتّقاء ہے۔ جو شخص تقویٰ کی جڑ نہیں رکھتا لیکن بظاہر ہزار قسم کی نیکیاں بجا لاتا ہے اسے فائدہ ہی کیا کیونکہ اس سے وہ شاخیں نہیں پھوٹ سکتیں جو خدائے رحمان تک پہنچتی ہیں۔ نہ وہ پھل لگ سکتے ہیں جو پھل کہ دوسری صورت میں ان شاخوں کو لگا کرتے ہیں اور روحانی سیری کا موجب بنتے ہیں۔

(از خطبہ فرمودہ یکم مارچ ۱۹۶۸ء)

اسیرانِ راہ مولیٰ کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست

احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ اسیرانِ راہ مولیٰ کی جلد اور باعزت رہائی کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔ ساہیوال کیس کے اسیران کی اسیری کو نو سال ہو رہے ہیں۔ ان میں مربی سلسلہ مکرم الیاس منیر صاحب بھی شامل ہیں۔ ان کے بیٹے عزیز خالد الیاس کی صحت یابی اور ذہنی وجسمانی ترقیات کے لئے بھی دعاؤں کی درخواست ہے

خیرات کہ اب ان کی رہائی میرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

ضرورت مالی

بیت الذکر اسلام آباد کے لئے کل وقتی مالی کی ضرورت ہے رہائش کی سہولت ہوگی رخصت سالانہ حسب قواعد دی جائے گی۔ تنخواہ معقول ہوگی ضرورت مند احباب فوری طور پر درخواست زیر دستخطی کو پندرہ اپریل تک بھجوائیں۔ درخواست پر امیر مقامی یا صدر حلقہ کی سفارش ہونی ضروری ہے۔ دستی بھی اسی تاریخ کو درخواست دی جا سکتی ہے۔ ۱۵ اپریل بوقت گیارہ بجے انٹرویو ہوگا۔ خرچہ آمد ورفت درخواست دہندہ کے ذمہ ہوگا۔

چوہدری نور محمد ایڈووکیٹ ایڈمنسٹریٹر
بیت الذکر اسلام آباد

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں:۔

"میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ دوست اپنے بچوں کا بھی چندہ لکھوایا کریں۔ اور ساتھ ہی انہیں بتا دیں کہ یہ تحریکِ جدید کا چندہ ہے۔ تاکہ انہیں ساری عمر یاد رہے اور وہ اپنی اولادوں کو بھی نصیحت کرتے رہیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۵- شہادت ۱۳۷۲ ہش ۵- اپریل ۱۹۹۳ء

انسان کا اختیار

انسان کہاں تک با اختیار ہے اور کہاں سے اسکی بے اختیاری شروع ہوتی ہے۔ یہ موضوع ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں انسان کلّی طور پر با اختیار ہے۔ جو چاہے کرے اور جس طرح چاہے کرے اور جب چاہے کرے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں وہ بالکل بے اختیار ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اگرچہ خود کرتا نظر آتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اس سے کوئی اور کروا رہا ہے۔ وہ جو کرنا چاہتا ہے وہ کر نہیں پاتا اور جو کچھ وہ نہیں کرنا چاہتا وہ اس سے سرزد ہو جاتا ہے۔ جو انسان کو کلّی طور پر با اختیار کہتے ہیں وہ ہر بات اس کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کرتا ہے یا کرتا نظر آتا ہے اس کا اسے ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ اور جو اسے بے اختیار کہتے ہیں وہ اس کی ناکامیوں کو پیش نظر رکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ جو کچھ وہ کر پایا ہے وہ بھی اس کے اپنے اختیار کی بات نہیں ہے۔ کوئی اس سے کچھ کرواتا ہے تو وہ کرتا ہے۔ ورنہ ناکام ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ ہمارے اعمال کی جزا سزا ہمیں ملے گی اور جو کچھ ہم کرتے ہیں یا جو کچھ نہیں کر پاتے اس کے متعلق ہم پوچھے جائیں گے تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ انسان با اختیار بھی ہے اور بے اختیار بھی۔ با اختیار تو اس لئے کہ وہ سوچتا ہے۔ ارادہ باندھتا ہے۔ ہمت اور حوصلہ کو کام میں لاتا ہے تو کچھ نہ کچھ کر گذرتا ہے۔ کامیابی یا ناکامی الگ بات ہے۔ وہ کامیاب بھی ہو سکتا ہے اور ناکام بھی۔ لیکن کام تو اس نے کیا۔ اگر اس نے سوچا نہ ہوتا اور ارادہ نہ کیا ہوتا۔ تو کامیابی اور ناکامی دونوں صورتوں میں وہ نتائج کا ذمّہ دار بھی نہ ہوتا اور جزا و سزا بھی اس کے لئے مقرر نہ کی جاتی۔ اور بے اختیار یوں ہے کہ قدرت کے قوانین جس طرح اس پر لاگو ہوتے ہیں ان میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں۔ آگ جلاتی ہے تو جلائے گی۔ اور وہ آگ کی اس صفت کے آگے مجبور ہے۔ اس کا فہم اور ادراک بھی نامکمل ہے اور اس کی سوچ بچار بھی۔ اور وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے فہم اور اپنی سوچ کے مطابق کرتا ہے۔ اسے کوئی کام کرنے سے کوئی ہاتھ نہیں روکتا۔ لیکن قدرت اس کے آڑے آتی ہے۔ اور وہ کام کر نہیں پاتا۔ یہ اس کی بے اختیاری ہے۔ بہر حال انسان با اختیار بھی ہے اور بے اختیار بھی۔

میرے آنسوؤں کی ٹپ ٹپ مرے عشق کی زباں ہے
رگِ جاں کے پاس ہو تم رگِ جاں مگر کہاں ہے
مَیں ہجومِ دوستاں میں کہیں کھو گیا ہوں شائد
نہیں جس سے آشنائی وہی میرا رازداں ہے

ابوالاقبال

ایک اُس در کے سوا سجدہ کبھی آیا نہ راس
اُس کی درگہ سے نہیں لوٹا کوئی ہو کر نراس

آج کل پھر ہو رہی ہے جلسۂ لندن کی بات
مائلِ پرواز ہیں پھر طائرانِ خوش لباس

کرتے ہیں جلسہ کی نظموں میں ہمارا ذکر بھی
جانتے ہیں وہ یہاں پہ کون، کتنا ہے اُداس

خوش نصیبو اُن سے کہہ دینا محبّت کا سلام
نذر کیا بھیجوں کہ اب کچھ بھی نہیں ہے میرے پاس

چاندنی، خوشبو، صبا، ابرِ کرم ہے اُن کی ذات
سب کو لگتا ہے ہمیں سے پیار کرتے ہیں وہ خاص

ہجر کی حالت بدل دے وصل سے قادر ہے وہ
ہم فقط ذوالعرش سے رکھتے ہیں ہر درماں کی آس

اپنی ناکامی میں گرداں دشمنِ دیں کی مثال
کات کر پھر کاٹ دے جیسی کوئی بڑھیا کپاس

سانس لینا بھی مرا اُن پر گذرتا ہے گراں
اسقدر بے داد پر بھی تشنہ ہے اُنکی پیاس

مجھ سی عاجز پر یہ بے پایاں عنایات و کرم
"کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس"

امۃ الباری ناصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

محبتِ تو دوائے ہزار بیماری است
بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاری است

تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے تیرے منہ کی قسم کہ اس گرفتاری ہی میں اصل آزادی ہے

پناہِ روئے تو جستن نہ طورِ مستان است
کہ آمدن بہ پناہت کمال ہشیاری است

تیری پناہ ڈھونڈنا دیوانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ تیری پناہ میں آنا ہی تو کمال درجہ کی عقلمندی ہے۔

متاعِ مہرِ رُخِ تو نہاں نخواہم داشت
کہ خفیہ داشتنِ عشقِ تو زِ غداری است

مَیں تیری محبت کی دولت کو ہرگز نہیں چھپاؤں گا۔ کہ تیرے عشق کا مخفی رکھنا بھی ایک غداری ہے

بر آں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم
کہ جاں بیار سپُردن حقیقتِ یاری است

مَیں تیار ہوں کہ جان و دل تجھ پر قربان کردوں کیونکہ جان کو محبوب کے سپرد کردینا ہی اصل دوستی ہے

حضور فرماتے ہیں کہ اے خدا جس شخص کو تجھ سے محبت ہو جائے اس کی تمام مشکلات اور اس کے تمام مصائب ختم ہو جاتے ہیں۔ تیری محبت ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ہزاروں بیماریوں کی طرح (یہاں بیماری سے مراد مشکلات اور مصائب ہیں) رہائی مل جاتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ تیرے منہ کی قسم جو شخص تیری محبت میں گرفتار ہو جائے وہی حقیقی طور پر آزاد زندگی بسر کرتا ہے۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسی کی زندگی کو درحقیقت آزادی کی زندگی کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ مجھ سے محبت کرنے پر جو تیری طرف سے کسی شخص کو محبت ملتی ہے وہ انسان کو باقی تمام محبتوں سے آزاد کر دیتی ہے۔ اسے نہ کسی کا خوف باقی رہتا ہے اور نہ کسی قسم کا لالچ۔ وہ ایسی آزاد زندگی بسر کرتا ہے کہ اسے تیرے سوا کسی اور کی محبت یا کسی کے خوف کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضور فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو تیری پناہ میں آتے ہیں جو تجھ پر توکل کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کے سب کام کرنے والا تو ہی ہے۔ اگرچہ ان کو بعض لوگ دیوانہ سمجھتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تیری پناہ میں آنا یا تیری پناہ کی تلاش کرنا دیوانگی نہیں ہے بلکہ یہ تو کمال درجے کی عقلمندی ہے۔ کیونکہ تیری پناہ کے بعد انسان کو کسی اور کی پناہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور وہ اپنی کمزوری کے باوجود تیری طاقت سے اور تیری قوت سے طاقت اور قوت حاصل کرتا ہے اور ہر غم سے نجات پا جاتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ میرے دل میں تیری محبت کی دولت ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ لازم ہے کہ تیری محبت کو نمایاں کیا جائے۔ دنیا کو بتایا جائے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے۔ حضور اس خیال کا بھی اظہار فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت ہو اس کو کسی طرح بھی اسے مخفی نہیں رکھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ایک تو اس کی اپنی زندگی اس لحاظ سے بہتر طریق پر متاثر ہوتی ہے اور دوسرے دیگر لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ کا حسن نظر آنے لگتا ہے اور اس کی محبت پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر انسان اپنی جان قربان کر دے۔ حضور خود اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ پر جان قربان کرنے کا موقعہ آئے تو جان قربان کر دی جائے۔ کیونکہ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں اپنے محبوب سے دوستی کی یہی علامت ہے کہ اپنی جان اس کے سپرد کر دی جائے۔ خدا تعالیٰ پر جان قربان کر دینے کا اصل مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں اس کے تمام احکام کی پیروی کی جائے اور بیانگِ دہل دنیا کو اس کے وجود سے اور اس کی قدرتوں سے آگاہ کیا جائے اور اس بات میں کسی قسم کا خوف شامل نہ ہونے دیا جائے۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

تلقینِ عمل

اگر کسی قوم میں اخلاق فاضلہ پیدا ہو جائیں تو اس کے افراد کی نظر اس طرح تیز ہو جاتی ہے۔ غرض قربانی اور ایثار کا مادہ ایسی چیز ہے جو انسان کی ہمت کو بڑھاتا ہے اور سچ بولنا ایک ایسا وصف ہے جو انسان کا اعتبار قائم کرتا ہے۔ اور محنت کی عادت ایک ایسی چیز ہے جو کام کو وسعت دیتی ہے اور جب کسی شخص میں یہ اخلاق فاضلہ پیدا ہو جائیں تو ایسا آدمی ہر جگہ مفید کام کر سکتا اور ہر شعبہ میں ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ پس میں تحریک جدید کے کارکنوں کو اس نیت سے اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ یہ امر طالب علموں کے ذہن نشین کرتے رہیں کہ انہیں ہمیشہ سچائی سے کام لینا چاہیئے۔ اور محنت کی عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے اور اس امر کو ان کے اتنا ذہن نشین کریں کہ یہ امر ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر جائے کہ ان باتوں کو چھوڑنا ایسا ہی ہے جیسے طاعون میں گرفتار ہونا۔ آخر وجہ کیا ہے کہ ایک چور مل جاتا ہے تو وہ دوسرے کے دل میں چوری کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ ایک جھوٹا اور کذاب انسان مل جاتا ہے تو وہ دوسرے کو کذب بیانی کی عادت ڈال دیتا ہے۔ ایک سست اور غافل انسان کسی دوسرے کے پاس رہتا ہے تو اسے بھی اپنی طرح سست اور غافل بنا دیتا ہے۔

اگر ان بدیوں کے مرتکب یہ اثر پیدا کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ کارکنوں کے دلوں میں سوز و گداز پیدا ہو جائے اور وہ اخلاق کی اہمیت کو سمجھ جائیں تو بچوں میں سچ بولنے کی عادت پیدا نہ کر سکیں۔ ان میں محنت کی عادت پیدا نہ کر سکیں۔ اور وہ بچے ان اخلاق فاضلہ سے دوری کو ایک عذاب نہ سمجھنے لگیں۔ اگر متواتر طالبعلموں کو بتایا جائے کہ جھوٹ بولنا ایک عذاب ہے اور ایسا ہی ہے جیسا طاعون یا ہیضہ میں مبتلا ہو جانا۔ اگر متواتر طالب علموں کو بتایا جائے کہ سستی اور غفلت ایک عذاب ہے اور ایسا ہی ہے جیسے طاعون یا ہیضہ میں گرفتار ہو جانا یا بھڑکتی ہوئی آگ میں گر جانا۔ اسی طرح تمام اخلاق فاضلہ ان کے ذہن نشین کرائے جائیں تو کیا وجہ ہے کہ ان میں بیداری پیدا نہ ہو۔ اور وہ صحیح "دینی" اخلاق کا نمونہ نہ بنیں مگر اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ طالب علموں کے سامنے متواتر لیکچر دیئے جائیں اور انہیں بتایا جائے کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے سچ کیا ہوتا ہے۔ سچ بولنے کے کیا فوائد ہیں۔ اور جھوٹ بولنے کے کیا نقصانات ہیں۔ میرے نزدیک سو میں سے نوے انسان یہ سمجھتے ہی نہیں کہ سچ کیا ہوتا ہے۔ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جتنا زیادہ کسی بات کو دہرایا جائے اتنا ہی لوگ اس کو کم سمجھتے ہیں۔ تم کسی شخص سے پوچھو حتیٰ کہ کسی گاؤں کے رہنے والے شخص سے بھی دریافت کرو کہ سینما کیا ہوتا ہے تو وہ ضرور اس کی کچھ نہ کچھ تشریح کر دے گا لیکن اگر تم اس سے پوچھو کہ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) ---- کی کیا تشریح ہے یا دین حق کو تم نے کیوں مانا تو وہ ہنس کر کہہ دے گا کہ یہ باتیں مولویوں سے دریافت کریں آخر یہ فرق کیوں ہے اور کیوں وہ سینما کی تشریح تو کسی قدر کر سکتا ہے مگر یہ نہیں بتا سکتا کہ اس نے دین حق کو کیوں قبول کیا ------۔ خیال کرتا ہے کہ مجھے اس کے سمجھنے کی ضرورت نہیں مگر سینما کا لفظ وہ کبھی کبھی سنتا ہے اور اس لئے لوگوں سے پوچھ لیتا ہے کہ یہ سینما کیا چیز ہے۔ مگر ( ) چونکہ اس نے بچپن سے سنا ہوتا ہے اس لئے وہ خیال کر لیتا ہے کہ مجھے اس کے متعلق کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ تم میں سے کسی کے بچے نے اگر ریل کو نہیں دیکھا اور کسی دن تم اسے ریل دکھانے کے لئے لے جاؤ تو وہ جاتے ہی تم پر سوالات کی بوچھاڑ کر دے گا۔ اگر پنجابی ہوگا تو اپنے باپ

باقی صٹ پر

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل میں اپنی محبت پیدا کرے اور اس کی محبت کے جو اثمار ہیں وہ ہمیں عطا کرے اور ہم ہر لمحہ اور ہر قدم پر دنیا پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کریں کہ خدا تعالیٰ ہی ایک ایسا وجود ہے جس سے حقیقی محبت کی جا سکتی ہے اور جس پر جان قربان کرنا دراصل زندگی کا حاصل کرنا ہے۔

اے خدا۔ تو ایسا ہی کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ____ نون سین

برطانیہ میں کم عمر مجرم

برطانوی حکومت فوری طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ کم عمر بچوں میں جرم کی عادت پڑنے اور اس کے بڑھنے کی کیا وجوہات ہیں۔ اب تک جو نتائج سامنے آئے ہیں۔ ان سے یہ بات اخذ کی جا رہی ہے کہ ٹیلی وژن سیٹ پر تشدد کے واقعات دکھانے سے بچوں کا اس طرف رجحان بڑھتا ہے۔ ایک لمبے عرصے سے ایک چھوٹے سے برطانوی گروہ نے یہ مہم چلائی ہوئی ہے کہ ٹیلی وژن پر اگر تشدد اور جنسی زیادتی دکھائی جائے تو عوام الناس میں اس کا برا اثر پڑتا ہے اور جو کچھ دکھایا جاتا ہے لوگ اس سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اب وزیر اعظم برطانیہ جان میجر کے سامنے کھل کر یہ بات آ رہی ہے کہ جرائم کی اس لہر کو سیاسی حقیقت کے طور پر مانا جائے آپ نے ٹیلی وژن کو ایک خطرناک ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور اس طرح یہ بحث شروع ہو گئی ہے کہ ٹیلی وژن کہاں تک ایسی باتوں کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ میں وڈیو کے ذریعے بھی اور بے شمار شائع ہونیوالی کتابوں کے ذریعے بھی تشدد اور جنسی بے راہ روی پھیلتی جا رہی ہے۔ جان میجر نے کہا کہ بچوں کے جرائم کی طرف رجحان میں ٹیلیویژن کا ہاتھ ہے اور اس طرح انہوں نے ٹیلیویژن کے منتظمین کو متنبہ کیا کہ انہیں اس بات کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور تشدد کو ٹیلیویژن کی سکرین پر کم سے کم دکھانا چاہیئے۔ اس سلسلے میں مہم چلانے والوں میں ایک خاتون میری وائٹ ہاؤس بھی ہے جنہوں نے خاصا کام کیا ہے اور میڈیا پر اس وجہ سے تنقید کرتی چلی آ رہی ہیں۔ پریس نے ان کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے اور ان کی کارروائیوں کو غیر ضروری اور غیر پسندیدہ کہا ہے۔ لیکن اب جب کہ وزیر اعظم نے بھی کھل کر بات کر دی ہے۔ تو میری وائٹ ہاؤس اور ان کے خاوند کو اس بات کا حوصلہ ملا ہے کہ وہ کام جو وہ تیس سال سے کر رہے ہیں آخر اب اسے تسلیم کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ کہا ہے کہ تشدد سے تشدد پیدا ہوتا ہے۔ اخبارات اور ریڈیو نے بہت سی ایسی فلموں کے بنانے والوں کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ حکومت بے وجہ ہم پر یہ الزام لگانا چاہتی ہے۔ حکومت کو ابھی پوری طرح پتہ تو نہیں چلا کہ جرائم کیوں بڑھ رہے ہیں۔ لیکن اس نے ٹیلیویژن کا نام لے دیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ برطانیہ میں ایک گرما گرم بحث اب اس بات پر شروع ہو چکی ہے کہ نوجوانوں میں جرائم کی رفتار بڑھ رہی ہے خاص طور پر گذشتہ دنوں ایک دو سالہ بچے کو لور پول کی دوکان سے دو نوجوانوں نے اٹھایا اور اسے ہلاک کر دیا۔ اس بچے کی ہلاکت سے لوگوں کے دبے جذبات ابھر آئے اور یہ بحث خاصی گرما گرم ہو گئی۔

سندھ میں پنجابی یونین

ایک اخباری خبر کے مطابق سندھ میں رہنے والے پنجابیوں کی ۱۲ مختلف تنظیموں نے آپس میں اتحاد کر کے ایک نیا متحدہ فرنٹ پنجابی سپریم کونسل سندھ کے نام سے تشکیل دیا ہے۔ اور ان کے مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ سب مل جل کر پنجابیوں کے مفادات کی حفاظت کریں گے۔ مسٹر انیس کشمیری اور چوہدری نذیر احمد کھوٹ علی الترتیب صدر اور سیکرٹری جنرل نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کراچی پریس کلب میں اتوار کے روز کہا کہ پنجابی سپریم کونسل ۲ مئی اور ۵ مئی کو صوبے میں ہونے والے انتخابات میں بھرپور حصہ لے گی۔ مسٹر کھوٹ نے ایک تحریری بیان پڑھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ وہ قومی اسمبلی کی کنسٹی ٹیوچنسی ۱۹۱ کی طرف سے امیدوار ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ دیگر امیدواروں کے نام جو قومی اور صوبائی اسمبلی کے لئے کھڑے ہوں گے کا جلد ہی اعلان کر دیا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کی کونسل دیگر سیاسی پارٹیوں سے رابطہ قائم کرے گی تا کہ انتخابی تعاون اور اتحاد کیا جا سکے۔ ان تمام بارہ پنجابی تنظیموں کے نمائندے اس پریس کانفرنس کے موقع پر موجود تھے۔ ایک سوال کے جواب میں نذیر کھوٹ نے کہا کہ پنجابی سپریم کونسل اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ پنجابیوں کے حقوق حاصل کرنے کے لئے پرامن کوشش کی جانی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایسے لوگوں کو پنجابی نہیں سمجھتے جو کارپوریشنز کی سربراہی کر رہے ہیں لیکن پنجابی مفاد کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ اس بارہ صحافتی بیان میں کونسل کے ۱۹ مطالبات پیش کئے گئے ہیں۔ ان مطالبات میں ایک یہ بھی ہے کہ بہاریوں کو جو بنگلہ دیش سے واپس لائے جا رہے ہیں پنجاب میں بسانے کی بجائے عرب ممالک میں بسایا جائے۔

بی بی سی کے ڈائریکٹر جنرل
(استعفیٰ دیں)

برٹش براڈکاسٹنگ کارپوریشن کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس کے کسی ڈائریکٹر جنرل کے خلاف عوام الناس کے جذبات بھڑک اٹھے ہیں اور انہوں نے اس بات کا تقاضا کیا ہے کہ وہ استعفےٰ دیں۔

آجکل مسٹر جان برٹ کارپوریشن کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔

وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ان کا ذاتی کردار اچھا نہیں ہے کیونکہ جتنا ٹیکس انہیں ادا کرنا چاہیئے تھا انہوں نے اس سے کم ٹیکس ادا کرنے کے حیلے بنائے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے انکم ٹیکس کی کم ادائیگی کے لئے جو سکیم سوچی ہوئی تھی اس کا ان کی تنخواہ سے تعلق ہے۔ بی۔ بی۔ سی کے ڈائریکٹر جنرل کو جو تنخواہ ملتی ہے اس کی پوری رقم پر ٹیکس دینا ہوتا ہے اسی طرح باقی ۲۶ ہزار کارکن اور گاہے گاہے ٹیلی ویژن پر آنے والے آرٹسٹ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا ہے بی۔ بی۔ سی کے چیئرمین مسٹر ہسے اور ان کے نائب سے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی استعفیٰ دیں کیونکہ انہوں نے مسٹر برٹ کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ بطور ملازم کے ٹیکس دینے کی بجائے اس طرح ٹیکس دیں کہ گویا وہ اپنے خود ملازم ہیں۔ ان دونوں میں خاصا فرق ہے۔ بی۔ بی۔ سی کی سٹاف یونین نے بھی اخبارات اور پارلیمنٹ کے کئی ممبروں کا ساتھ دینا شروع کر دیا ہے۔ ان سب نے بی۔ بی۔ سی کی انتظامیہ اور مسٹر برٹ کی مذمت کی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ مسٹر برٹ بی۔ بی۔ سی کے پورے وقت کے ملازم ہیں۔ اور انہیں اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ وہ ٹیکس فوائد حاصل کریں جو انہیں کسی کمپنی کے ڈائریکٹر ہونے کی صورت میں مل سکتے تھے۔ جبکہ وہ کمپنی انہوں نے خود ہی قائم کی ہو اور جس میں انہوں نے اپنی بیوی کو بھی بطور سیکرٹری کے ملازم رکھا ہوا تھا۔ اور ان کی بیوی شریک ڈائریکٹر بھی تھی ان کی یعنی مسٹر برٹ کی تنخواہ کمپنی کو دی جاتی تھی۔ اس ساری بات میں یہ خاص طور پر قابل ذکر امر ہے کہ برطانیہ کے عوام الناس کو اس بات کا پورا پورا احساس ہے کہ ملک بہتر طریق پر اسی طرح چل سکتے ہیں کہ ٹیکس کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے اگر کوئی شخص بھی انہیں ایسا مل جائے جو ٹیکس کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ اس کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ٹیکس نہ دینے سے عوام الناس کو وہ سہولتیں نہیں مل سکتیں جو حکومت انہی ٹیکس کے بل بوتے انہیں دیتی ہے۔

دفاعی بجٹ

عین اس موقعہ پر جب کہ ہندوستان کا اگلے سال کا بجٹ جس میں دفاع کیلئے ۱۹۰ ملین روپے رکھے گئے ہیں اور جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہ دراصل جتنا چاہیئے اس سے کم ہے ہندوستانی سفیر نے اسلام آباد میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ دونوں ممالک ہندوستان اور پاکستان دفاعی اخراجات کم کرنے کے لئے ایک دوسرے سے گفت وشنید کریں۔ ایسا انہوں نے اس وقت کہا جب کہ ایک انگریزی اخبار کو وہ انٹرویو دے چکے تھے۔ اور جس میں ایسے سوالات بھی اٹھائے گئے تھے کہ ہندوستان کا نیا ملٹری کا بجٹ سامنے آیا ہے۔ اور کہا یہ گیا تھا کہ یہ بجٹ ضرورت سے زیادہ ہے۔ سفیر موصوف نے اپنے بجٹ کے مختلف پہلوؤں کو اس طرح پیش کیا کہ جیسے وہ یہ دکھانا چاہتے تھے کہ انکا دفاع کا بجٹ پاکستان کے بجٹ سے کم ہے اور اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

فرنٹیئر پوسٹ

ٹام ۔ کے ۔ مالیتی ۔ کینیا کے ایک طالب علم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر ہفتہ کم از کم ایک دفعہ ایسا ضرور ہوتا ہے کہ مجھ سے کوئی شخص ویگن میں۔ کسی ریسٹوران میں یا لائبریری میں۔ کہیں بھی پوچھتا ہے کس ملک سے تعلق رکھتے ہو؟ اور میرے جواب سے پہلے ہی وہ مزید کہتا ہے ملائشیا، انڈونیشیا، امریکہ؟ اور یہ سوال داغنے کے بعد ایک اور سوال جو فوری طور پر پوچھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان ہو یا عیسائی۔

مسٹر مالیتی کہتے ہیں کہ یہ سوال کرنے والے کبھی یہ نہیں سوچتے کہ سوال نہ کیا جائے تو کیا حرج ہے اور پھر وہ چاہتے یہ ہیں کہ میں ان کا دلپسند جواب دوں۔ میں چونکہ سیاہ فام ہوں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ میں سوڈان کا رہنے والا ہوں یا صومالیہ کا کیونکہ یہ دونوں ممالک ایسے ہیں جہاں سے افریقی طالب علم کثرت سے پاکستان میں حصول تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ اور چونکہ میں ایک اسلامی ریاست میں ہوں (بطور طالب علم کے) وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے بھی بہرحال مسلمان ہی ہونا چاہیئے۔ اگر میرا جواب ان کی توقعات پر پورا نہ اترے اور معمول کی یہی بات ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں کینیا کا رہنے والا ہوں۔ اور عیسائی ہوں۔ مجھ سے سوال کرنے والے کو مایوسی ہوتی ہے۔ وہ دوست جو مجھ سے سوال کرتے ہیں وہ مجھے تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ میں یہ سب کچھ برداشت کرتا چلا جاتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ نسلی امتیاز کا رویہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا پاکستانی جو ملک کے دوسرے حصوں سے یہاں آتے ہیں یعنی اپنے علاقے سے باہر سفر کرتے ہیں کیا ان سے بھی ایسے ہی سوالات کئے جاتے ہیں نسلی امتیاز کا رویہ تو یہ ہے ہی۔ اس کے ساتھ ہی مذہبی امتیاز بھی برتا جاتا ہے آج سے چند سال پہلے میں اپنے ایک دوست کو الوداع کہنے گیا وہ واپس اپنے ملک جا رہا تھا۔ جب میں اسے الوداع کہہ چکا تو ویگن کی طرف چل پڑا اور جب ہم بڑے دروازے میں سے باہر نکلے تو ایک محافظ نے مجھے روکا اور میرے ساتھیوں کو بھی۔ اس نے ہم میں سے ہر ایک سے پوچھا کہ ہم کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے اسے بتایا تو اس نے میرے دوست سے پوچھا جو اس کے قریب کھڑا تھا آپکا مذہب کیا ہے۔ جواب ملا مسلمان یعنی اسلام۔ اس نے پھر پوچھا کیا تم سب کے سب مسلمان ہو۔ میرے ساتھی نے اثبات میں جواب دیا تو اس شخص نے بڑے جوش اور جذبے سے کہا آیئے میرے ساتھ چائے پیئیں لیکن باوجود اس کے ہم نے یہ دعوت منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ہم وہاں سے آگے بڑھے تو ہم نے یہ سوچنا شروع کیا۔ اگر اسے یہ پتہ چل جاتا کہ ہم عیسائی ہیں تو وہ کیا چائے کے لئے ہمیں بلاتا۔

مسٹر مالیتی کہتے ہیں کہ جب میں حصول تعلیم کے لئے پاکستان آیا تھا اور مجھے بی۔ اے میں داخلہ لینا تھا تو میں ایک کالج میں داخل ہو گیا وہاں پر میرے ساتھ کینیا کا ایک اور طالب علم بھی تھا۔ جو میرے ساتھ ہی کالج میں داخل ہوا تھا۔ ہم نے یہ دیکھتے ہوئے کہ کالج کے ساتھ ایک ہوسٹل بھی ہے ایک کمرے کے لئے درخواست دے دی تو ہمیں ایک ایسا کمرہ دیا گیا جسے ڈارمٹری کہتے ہیں اور اس ڈارمٹری میں ہمارے ساتھ چھ پاکستانی بھی شامل تھے۔ مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہوئی۔ اس بات سے نہیں کہ میرے ساتھ پاکستانی طلباء شامل تھے بلکہ اس بات سے کہ تعداد اتنی زیادہ تھی۔ کالج میں۔ ایک کمرے میں آٹھ لڑکے تھے۔ ہمارے پاس سوائے سونے اور سکڑ کر بیٹھنے کے کوئی جگہ نہ تھی۔ اس کے بعد دو طالب علم جن کا تعلق غانا سے تھا نے مجھے بتایا کہ جب انہوں نے کالج میں داخلہ لیا تھا تو انہیں بھی ایک ایسا کمرہ دیا گیا تھا جس میں ان کے ساتھ آٹھ مزید طالب علم تھے۔ ان میں سے ایک طالب علم ماریشس کا تھا۔ چند ہی ماہ بعد ان سب کو الگ الگ کمرے مل گئے۔ جنہیں کیوبیکل کہتے ہیں لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمیں ایک سال کے بعد ایک ایسا کمرہ ملا جس میں ہم چار طالب علم رہتے تھے۔ غانا کے طالب علموں کو اس بات کا فائدہ ملا کہ وہ مسلمان تھے ان میں سے ایک کا باپ ریٹائرڈ کرنل تھا۔ جبکہ ہم چار دن میں سے صرف ایک مسلمان تھا۔

مالیتی کہتے ہیں کہ کالج کے تجربے کے علاوہ جہاں نسلی امتیاز کا تجربہ ہوا وہ ریسٹوران ہے وہاں پر ریسٹوران کے ملازم آپکے میز کی پرواہ ہی نہیں کرتے جب آپ ان کو کچھ لانے کے لئے کہتے ہیں تو یوں لگتا ہے وہ پاؤں گھسیٹتے ہوئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ دوسرے لوگوں کی بڑی تندہی سے خدمت کی جا رہی ہوتی ہے لیکن جب ادائیگی کا وقت آتا ہے تو وہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتا ہے کہ ہم سے ٹپ ضرور لیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ گلیوں میں بھی ایسا دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے ہمیں کالے کالے کہہ کر پکارتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک اور جگہ کا بھی ذکر کر دوں جہاں نسلی امتیاز برتا جاتا ہے۔ اور وہ ہے امتحان کا کمرہ۔ میں نے انگریزی کا سپلیمنٹری امتحان دینا تھا۔ کیونکہ میرا پہلا پرچہ معیار پر پورا نہیں اترتا تھا۔ یہ تو میں جانتا تھا کہ میری انگریزی بہت اچھی نہیں ہے یعنی ویسی نہیں ہے جسے کوئینز لینگوایج کہا جاتا ہے۔ لیکن اس بات کا بھی مجھے یقین ہے کہ میں آسانی کے ساتھ بی۔ اے کا امتحان پاس کر سکتا ہوں۔ اور عام طور پر ایسا صرف مجھی سے ہی نہیں ہوا بلکہ ہر بیرونی طالب علم کو اس بات کا تجربہ ہے وہ کہتے ہیں کہ جہاں تک ایسی مثالوں کا تعلق ہے سب سے نمایاں مثال یہ ہے کہ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ وہ اسلام آباد میں تھا اور فیصل مسجد کے باہر اس نے کسی فقیر کو کچھ رقم دی جب وہ کچھ آگے بڑھ گیا تو اس نے سنا کہ اردو زبان میں وہ فقیر کہہ رہا تھا اے خدا مجھے معاف کر دے کہ میں نے ایک سیاہ فام سے بھیک لی ہے۔

مسٹر مالیتی نے اپنے ان خیالات کا اظہار ویک اینڈ پوسٹ (فرنٹیئر پوسٹ) کے ۲۶ فروری ۱۹۹۳ء کے شمارے میں کیا ہے۔ گویا کہ انہوں نے ایک طرح سے اپنی شکایت پیش کی ہے کہ ہونا تو یہ چاہیئے کہ انسانیت کو اولیت دی جاتی۔ تمام انسانوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جاتا۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں۔ بعض ممالک تو نمایاں طور پر نسلی امتیاز کی پالیسی کے لئے جانے جاتے ہیں۔ لیکن اگر روزمرہ کی زندگی پر غور کیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ پاکستان بھی اس بات سے مبرا نہیں ہے یہاں بھی انسانوں کے رنگ دیکھے جاتے ہیں۔ اور انکا مذہب۔ اور ان دونوں کی نسبت سے مختلف مقامات پر مختلف رنگوں میں تمیز کی جاتی ہے۔

ہمیں (ن۔ س) ربوہ سے لیکر کراچی تک کا ایک سفر یاد ہے کہ ایک سیاہ فام طالب علم گاڑی کے ڈبے میں آئے اور انہوں نے اپنے ٹکٹ پر سیٹ کا نمبر دیکھ کر ایک سیٹ سنبھال لی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد کچھ نوجوان ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ سیٹ تمہاری نہیں۔ تم یہاں سے اٹھ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ٹکٹ میرے پاس موجود ہے اس پر سیٹ کا نمبر لکھا ہوا ہے اور یہ سیٹ میری ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ چونکہ انہوں نے سیٹ ریزرو نہیں کروائی اس لئے وہ اس سیٹ پر نہیں بیٹھ سکتے۔ انہیں اس بات کا شائد احساس نہیں تھا کہ اسی ڈبے میں صرف سیٹ حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ سیٹ ریزرو بھی ہونی چاہیئے چنانچہ انہوں نے اٹھنے سے انکار کیا تو وہ نوجوان جو انہیں اٹھانے پر تلے ہوئے تھے ان پر پل پڑے اور ان کی ایسی پٹائی کی کہ وہ نہ صرف پاکستان میں اس پٹائی کو یاد رکھیں گے بلکہ واپس جا کر بھی اکثر و بیشتر اسی واقعے کا ذکر کریں گے۔ جب ان کی پٹائی کی جا رہی تھی تو وہ زور زور سے یعنی چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ یہ ہے پاکستان یہ ہے پاکستان جسے تم ایک مذہبی ریاست کہتے ہو۔

بہرحال انہیں وہاں سے اٹھا دیا گیا اور کوئی اور سیٹ یا کسی اور سیٹ کا ایک چھوٹا سا حصہ انہیں دے دیا گیا۔

جو شخص بخل کرتا ہے۔ خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ اس کے بخل کے بد نتائج اس کو ہی بھگتنے پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال سے بعض دفعہ برکت چھین لیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم ندیم احمد صاحب مجاہد راولپنڈی سے لکھتے ہیں:

میں آپ کے اخبار کا بہت عرصے سے قاری ہوں۔ میں ایک طالب علم ہوں اور کالج لائبریری میں مختلف قسم کے اخبارات میری نظر سے گذرتے رہتے ہیں۔ لیکن تمام انگریزی اور اردو روزناموں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو میری روحانی تسکین کا باعث بن سکیں۔ بلکہ یہ تمام اخبارات مل کے بھی میری پیاسی نظروں کو سیر نہیں کر سکتے۔ لیکن اخبار الفضل واحد اخبار ہے جو کہ روحانی علمی ادبی اور سیاسی غرض کہ ہر میدان میں ہماری پیاس کو بجھاتا ہے۔ تقریباً تمام اخبارات سیکنڈلز سے پر ہوتے ہیں۔ جو کہ ہمارے پیارے وطن کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ اور ملک پیچھے سے پیچھے ہوتا چلا جاتا ہے۔ اخلاقی لحاظ سے بھی یہ اخبارات کوئی خاص کردار ادا نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات اپنے قلم سے اخلاقی گراوٹ کا ثبوت دیتے ہیں۔ ادبی میدان میں بھی ان اخبارات کی کاوشیں محدود ہیں جب کہ دینی اور روحانی لحاظ سے تو یہ اخبارات بالکل خالی ہیں۔

لیکن جناب ایڈیٹر صاحب! جب میں آپ کے اخبار کا مطالعہ کرتا ہوں تو میری تمام فرسٹریشن ختم ہو جاتی ہے۔ اس میں مجھے بوسنیا کے مسلمانوں پر ہونے والے ظلموں کی داستان بھی دکھائی دیتی ہے اور صدا کے احتجاج بھی میرے دل کی ترجمانی کر رہی ہوتی ہے۔ اسمیں کشمیر کے بارے میں بھی بہت کچھ ملتا ہے اور گلف کرائسس کے بارے میں بھی۔ عرض کہ یہ اخبار ہمارے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

اس اخبار میں سائنس کی معلومات بھی ہوتی ہیں اور معاشرتی بیماریوں کو ختم کرنے کے تذکرے بھی۔ کہیں تو اسمیں اخلاقیات کے بارے میں بہت کچھ ملتا ہے۔ اور کہیں دینی مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ اخبار بین الاقوامی سیاسیات سے بھی آگاہی دیتا ہے۔ اور نظموں کی صورت میں ادبی ذوق کو بھی تسکین بخشتا ہے۔ سمجھ نہیں آتی اخبار الفضل کو مذہبی کہوں یا سیاسی۔ دینی کہوں یا دنیاوی۔ سائنسی کہوں یا ادبی۔ مجھے تو اس میں وہ سب کچھ ملتا ہے جسکو پڑھنے کے لئے دس اخبارات کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا۔

جناب ایڈیٹر صاحب! آپ کے اخبار کی خصوصیت ہے کہ یہ تعصب جیسی لعنت سے بالکل پاک ہے۔ اسے پڑھ کر کسی کے جذبات مجروح نہیں ہو سکتے۔ بلکہ میرے جذبات کو روحانی تسکین ملتی ہے

مکرم ڈاکٹر میاں عبدالرحمن صاحب کریم پارک راوی روڈ لاہور سے لکھتے ہیں:

محترمی۔ الفضل ۱۵ مارچ میں ادارہ کی طرف سے آپکی تحریر کا ایک اشارہ آیا ہے۔

چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میری عمر اس وقت ۷۴ سال ہے۔ ۱۹۳۱ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی رفاقت میں ۱۹۴۷ء تک جوانی میں حضور کے ساتھ کام کیا۔ اور بادشاہت کا زمانہ گذارا۔ بڑھاپے میں آکر ایک صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ عرض کردوں کہ اس وقت میرے عزیز بزرگ، رشتے دار، میری اولاد ملک میں اور غیر ملکوں میں موجود ہیں

۲۰ فروری ۱۹۹۳ء کو ربوہ میں الف محلہ میں کوریا والوں کے پلانٹ پر کرین کے پٹہ میں آکر میرے داماد کا دایاں بازو کٹ گیا۔ ۱۹۸۴ء میں میرا داماد عراق سے چھٹی پر آیا۔ میری بیٹی کا پہلا خاوند حفاظت سلسلہ کی ڈیوٹی دیتے ہوئے الف محلہ کی شرقی پہاڑی سے گر کر وفات پا گیا۔ اور میری بیٹی بیوہ ہو کر لاہور آگئی۔ اب الف محلہ میں دوسری جگہ شادی کی تو دوسرے خاوند کے ساتھ یہ حادثہ پیش آ گیا۔ لڑکی کا دکھ دیکھا نہیں جاتا۔

اخبار الفضل کے ذریعہ میں سب جگہ دعائیہ رنگ میں اطلاع کرنا چاہتا تھا لیکن ادارہ نے دعا تو شائع کر دی لیکن میرا نام پتہ شائع نہ کیا۔ ۱۹۳۱ء سے باقاعدہ الفضل کا خریدار اور قاری ہوں۔ روزانہ صبح ۶ بجے اخبار مل جاتا ہے۔ ۲۰ فروری کا یہ واقعہ ہے لیکن افسوس کہ میرا نام پتہ نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو آج تک یہ پتہ نہیں لگا کہ سعید احمد طارق کون تھا۔ میرے حلقہ کریم پارک لاہور میں کسی کو کوئی علم نہیں ہے۔ بیت الذکر لاہور میں کسی نے ذکر نہیں کیا۔ میری لڑکی حلقہ کریم پارک کی جنرل سیکرٹری ہے اس کے ساتھ کسی نے افسوس نہیں کیا۔

آپ کی تحریر بصد احترام تسلیم کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر دعا کے ساتھ میرا نام اور پتہ چھاپ دیا جاتا تو میری پریشانی میں خاصی حد تک کمی واقع ہو جاتی۔ اخبار الفضل کے گذشتہ سب ایڈیٹروں سے واسطہ رہا ہے۔ اگر میری اس درخواست پر مہربانی ہو سکتی ہے تو دوبارہ تحریر کر دیتا ہوں۔ میں نے الفضل کو دوبارہ لکھا تھا کہ بھائی اس دعا کے ساتھ میرا نام اور پتہ چھاپ دو۔

میرے داماد سعید احمد طارق کا مشین کے پٹے میں آکر دایاں بازو کٹ گیا ہے۔ فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے بازو کو جسم سے الگ کر دیا ہے۔ سعید احمد طارق اس وقت ہسپتال میں سخت تکلیف میں ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

مرزا خلیل احمد قمر

وٹامنز کا غیر ضروری استعمال

روزنامہ الفضل کی ۱۶ مارچ ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں وٹامنز کے بارے میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات پیش خدمت ہیں۔

گذشتہ صدی کے اختتام پر جب خوراک تیار کرنے والے کارخانوں میں نت نئی مشینوں کا استعمال شروع ہوا اور بازاروں میں سفید چینی میدہ اور ڈبوں کا گوشت اور آٹا با آسانی ملنے لگا تو عام خوراک میں وٹامنز کی کمی ہو گئی کیونکہ تازہ آٹے تازہ گوشت میں جو وٹامنز پائے جاتے ہیں وہ محفوظ خوراک میں نہیں پائے جاتے۔ للذا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے طبی ماہرین نے وٹامنز کی گولیاں استعمال کرنے کی تجویز پیش کی۔ پھر اسی وقت سے عام لوگ اس بات سے باخبر ہوئے کہ وٹامنز صحت کے لئے ضروری ہیں

پچھلے سال ۱۱ اگست کو برطانیہ میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ "مختلف وٹامنز کی گولیاں جو لوگ بازاروں سے خرید کر کھاتے ہیں ان میں سے بیشتر کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ابھی تک کوئی قطعی شہادت نہیں مل سکی جس سے یہ ثابت ہو کہ وٹامنز کی گولیاں کھانے سے تھکن میں کمی آتی ہے یا جسم کی معدنیات وغیرہ کی کمی پوری ہوتی ہے۔"

لیکن یہ بات واقعی درست ہے کہ وٹامنز ہماری صحت کے لئے ضروری ہیں لیکن اسے گولیوں کی صورت میں کھانا ضروری نہیں چونکہ تازہ اور صاف غذا میں ہی وٹامنز کی درکار مقدار موجود ہے اگر یہ رقم جو گولیوں کی خریداری پر خرچ ہوتی ہے وہ رقم غذا پر خرچ کی جائے تو غذا اور بہتر ہو سکتی ہے۔ اپنی غذا میں تازہ سبزی بے چھنا آٹا۔ چاول اور زیادہ سے زیادہ موسمی پھل استعمال کرنے سے وٹامنز کی درکار مقدار آپ کو ملتی رہے گی۔ لیکن بیمار اور کمزور افراد کے لئے وٹامنز کی گولیاں مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

وہ لوگ جو صرف دال سبزی کھاتے ہیں ان کے لئے وٹامنز B-12 بہت مفید ہے۔ ماہرین یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے رہنے سہنے کے طریقے پر بھی اس بات کا انحصار ہے کہ ہمیں کون سے وٹامنز درکار ہیں۔ ایسے افراد جن کو کافی دھوپ نہیں ملتی۔ جیسے بیمار یا بوڑھے لوگ ان کے لئے وٹامنز ڈی ضروری ہے۔ عام طور پر لوگ حفظ ماتقدم کے طور پر وٹامنز کی گولیاں کھاتے ہیں جس سے غیر ضروری مقدار ان کے جسم میں چلی جاتی ہے اور بعض اوقات یہ اضافی مقدار نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ بیشتر وٹامنز کی ہمارے جسم کو ضرورت نہیں ہوتی اور یہ وٹامنز خود بخود خارج ہو جاتے ہیں مگر وٹامنز A اور D کئی سال تک کھانے سے زہریلے اثرات مرتب ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ سبز پھلوں ترکاریوں کا مناسب استعمال کریں اور دھوپ بھی ملے تو آپ کو اضافی مقدار میں وٹامنز استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ بہرحال بے سوچے سمجھے وٹامنز پر پیسہ خرچ کرنے کی بجائے اپنی غذا کو بہتر بنا کر صحت مند رہا جا سکتا ہے۔

نت نئی توبہ کرو جو توبہ کرتا ہے وہ نیکی کی طرف رجوع کرتا ہے اور جو توبہ نہیں کرتا وہ گناہ کی طرف جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے ۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں ۔

عثمان احمد ابن فیاض احمد مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ
سعید احمد ابن رفیق احمد علی پور چھٹہ ضلع گوجرانوالہ
سفیر احمد ابن رفیق احمد علی پور چھٹہ ضلع گوجرانوالہ
محمد ظفر اللہ ابن ماسٹر بشیر احمد علی پور چھٹہ ضلع گوجرانوالہ

ذلیشان احمد ابن فیاض احمد انصاری مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ
زین العابدین ابن ظفر احمد چٹھہ مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ
غلام یٰسین ابن محمد علی مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ
ملک ابرار عندیل بابر ابن ملک افتخار احمد ۔ مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

سمیع اللہ ابن حمید احمد مانگٹ اونچا ضلع گوجرانوالہ
جمشید احمد ابن خلیل احمد چٹھہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ
عادل الرحمٰن ابن محمد صفدر چٹھہ مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

اعجاز احمد ابن محمد ایوب مانگٹ اونچا ضلع گوجرانوالہ
اکمل محمود ابن محمود اختر مانگٹ اونچا ضلع گوجرانوالہ
شعیب احمد ابن بشارت مانگٹ اونچا ضلع گوجرانوالہ

طاہر محمود ابن محمد خان چٹھہ کوٹ ہرا ضلع گوجرانوالہ
کفیل احمد ابن حاجی محمد اقبال مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ
محسن حسن ابن عبد الحفیظ خان مانگٹ اونچا ضلع گوجرانوالہ

بقیہ : صد ۳

سے کہے گا "بابو ایہہ کس طرح چل دی اے" کبھی کہے گا "کیا یہ دھوئیں کے ساتھ چلتی ہے" اور کبھی یہی خیال کرنے لگ جائے گا کہ اس کے اندر کوئی جن بیٹھا ہے جو اسے حرکت میں لاتا ہے ۔ غرض وہ تھوڑے سے وقت میں تم سے بیسیوں سوالات کر دے گا ۔ لیکن کیا اس نے کبھی تم سے یہ پوچھا کہ سورج کیوں بنا ہے ۔ اس کی روشنی کہاں سے آتی ہے ۔ اس کے اندر گرمی کس طرح پیدا ہوتی ہے اور اس کی روشنی اور گرمی ختم کیوں نہیں ہو جاتی ۔ وہ کبھی تم سے یہ سوالات نہیں کرے گا لیکن انجن کے متعلق تم سے بیسیوں سوالات کر دے گا ۔ اس لئے کہ انجن اس نے ایک نئی چیز کے طور پر دیکھا ہے اور سورج کو اپنی پیدائش سے ہی وہ دیکھتا چلا آیا ہے ۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ مجھے اس کے متعلق کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ۔ پس جتنی زیادہ کوئی چیز کسی انسان کے سامنے آتی ہے اتنا ہی وہ اس کی حقیقت اور ماہیت سے ناواقف ہوتا ہے ۔ یہ قانون ہے جو فطرت انسانی میں داخل ہے کہ جو چیز کبھی کبھار سامنے آئے گی اس کے متعلق وہ سوالات کی بوچھاڑ کر دے گا ۔ اور جو بار بار سامنے آتی رہے گی اس کے متعلق وہ کبھی سوال نہیں کرے گا کیونکہ بار بار سامنے آنے سے دریافت کرنے کی حس ہی ماری جاتی ہے اور انسان یہ خیال کرنے لگ جاتا ہے کہ مجھے اس کا علم ہے ۔ حالانکہ اسے علم نہیں ہوتا چنانچہ تم کسی سے پوچھ کر دیکھ لو کہ سچ کیوں بولنا چاہیئے ۔ وہ کبھی تم کو اس سوال کا صحیح جواب نہیں دے سکے گا ۔ تم اپنے محلوں میں ہی کسی دن لوگوں سے دریافت کر کے معلوم کر سکتے ہو کہ آیا وہ اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں یا نہیں ۔ جب تم کسی سے پوچھو گے کہ سچ بولنا چاہیئے یا نہیں تو وہ کہے گا کہ ضرور سچ بولنا چاہیئے ۔ مگر جب پوچھا جائے کہ سچ کیوں بولنا چاہیئے تو وہ ہنس کر کہہ دے گا کہ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے ۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ سچ کا لفظ بار بار سن کر لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ یہ چیز کسی دلیل کی محتاج نہیں ۔ حالانکہ یہ بھی ویسی ہی دلیل کی محتاج ہے جیسے اور باتیں دلیل کی محتاج ہیں تو لوگ سچ کی تعریف سے بھی واقف نہیں ہوتے ۔ وہ سچ کی ضرورت سے بھی واقف نہیں ہوتے ۔ وہ سچ کے فوائد سے بھی واقف نہیں ہوتے ۔ وہ سچ کو چھوڑنے اور جھوٹ بولنے کے نقصانات سے بھی واقف نہیں ہوتے مگر جب ان سے سچ کے بارے میں کچھ پوچھا جائے تو وہ کہہ دیں گے یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے ۔

بقیہ : صد ۴

اور ہندوستان اس معاملے میں آپس میں گفت گو کریں ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی ذمہ دار ہندوستانی سرکاری افسر نے اس طرح گفت و شنید کی دعوت دی ہے ۔ سفیر موصوف مسٹر لامبا نے کہا ۔ پاکستان میں ۶ء۵ ۲ اور ہندوستان میں ۸ء۵ ۸ فیصد مجموعی پیداوار کا حصہ خرچ کیا جائے گا ۔ اگر افرادی قوت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جائے تو پاکستان میں ۷ء۷ ۲ ڈالر اور ہندوستان میں ۷ء۶ ڈالر بنتے ہیں ۔ گویا کہ ہندوستان پاکستان کی نسبت دفاع پر کم خرچ کر رہا ہے اسی طرح انہوں نے دیگر طریقوں سے بھی مقابلہ کر کے یہ بات بتانے کی کوشش کی کہ ہندوستان کا مجموعی دفاعی بجٹ پاکستان کے دفاعی بجٹ سے خاصا کم ہے ۔ یہ بات کہاں تک درست ہے یہ تو تجزیہ نگار ہی بتائیں گے ۔ خاص طور پر ایسے تجزیہ نگار جو دونوں طرف کے فوجی اخراجات کے ماہر ہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۴ اپریل۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے اور سردی میں کمی ہو گئی ہے۔

○ مسٹر تنویر الحسن جیلانی نے کہا ہے کہ جونیجو گروپ پاکستان مسلم لیگ کے اراکین قومی اسمبلی اور وزرائے کابینہ کے بہت سے استعفے صدر مملکت غلام اسحاق خان کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے پریس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ ان استعفوں سے پتہ چلتا ہے کہ مسٹر نواز شریف کو اب قومی اسمبلی اور ان کی کابینہ کا اعتماد حاصل نہیں ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ سابق نگران وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی جو نیشنل پیپلز پارٹی کے سربراہ ہیں فوری طور پر لاہور پہنچے تاکہ صدر مملکت غلام اسحٰق خان کا ایک پیغام این ڈی اے کے چیئرمین نوابزادہ نصر اللہ خان کو پہنچائیں۔ اس پیغام کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ آل پارٹی کانفرنس کے جلد از جلد انعقاد کا امکان ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کی موت کی ۱۴ ویں برسی منانے کے لئے مختلف علاقوں سے وفود گڑھی خدا بخش پہنچے ہیں۔

○ ریلوے کی کارگذاری کو بہتر بنانے کے لئے پشاور سے کراچی تک دوہری ریلوے لائن بچھانے کا کام عنقریب شروع کر دیا جائے گا۔ بتایا گیا ہے کہ وزیر اعظم اس پراجیکٹ میں خاصی دلچسپی لے رہے ہیں۔

○ یورپ میں واحد اسلامی بنک نے اعلان کیا ہے کہ وہ نہ صرف نئے کھاتے نہیں کھول رہا۔ بلکہ پرانے کھاتہ داروں کو بھی ان کی رقم جو آٹھ کروڑ پاؤنڈ سے بھی زیادہ ہے واپس کر رہا ہے۔ یہ رقم اس کے دس ہزار کھاتہ داروں کو واپس کی جائے گی اور وہ ایسا اس لئے کر رہا ہے کہ بنک آف انگلینڈ کے ساتھ اس کا یہ معاہدہ طے نہیں پا سکا کہ بنک کی نگرانی کس طرح کی جائے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ عام انتخابات کسی وقت بھی ہو سکتے ہیں اور انہوں نے اپنی پارٹی کے کارکنوں کو ہدایت جاری کی ہے کہ وہ انتخابات کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مزید انہوں نے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں ضمنی انتخابات کوئی معنے نہیں رکھتے۔

○ حکومت کے مخالفوں نے کہا ہے کہ اگر اسمبلی نہ ٹوٹی تو ۵۰ ارکان اسمبلی کے استعفے صدر کو بھجوا دیئے جائیں گے اور اس اقدام کے باوجود بھی اسمبلی نہ توڑی گئی تو عدالت عظمیٰ سے رجوع کیا جائے گا۔

○ بتایا گیا ہے کہ حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو کو ایک نیا مفاہمتی پیکیج دیا۔ جس کے مطابق اگر یہ پیکیج قبول کر لیا گیا تو پیپلز پارٹی کو ۹ وفاقی وزارتیں اور سندھ حکومت ملے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اصغر خان اور یحییٰ بختیار کو صدارتی امیدوار بھی بنایا جا سکتا ہے۔ فی الحال محترمہ بے نظیر بھٹو نے حکومت کے اس مفاہمتی پیکیج کا کوئی جواب نہیں دیا۔

○ بتایا گیا ہے کہ آزاد کشمیر کے دیہات میں بھارتی خفیہ ادارے مداخلت کر رہے ہیں اس سلسلے میں پاک فوج کو اطلاع دے دی گئی ہے۔

○ سابق صدر سوویت یونین مسٹر گورباچوف نے کہا ہے کہ روس میں جلد از جلد انتخابات ہونے چاہئیں۔ انہوں نے اپنے حریف بورس یلسن کی پالیسیوں پر بھی نکتہ چینی کی اور یہ بھی کہا کہ وقت آ گیا ہے کہ فوری طور پر روس میں انتخابات کرائے جائیں تاکہ پتہ چلے کہ برسر اقتدار کون ہے۔

○ دنیا بھر کے مسلمان ماہرین بنکاری لاہور میں جمع ہیں تاکہ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ اسلامی بنکاری کو کس طرح بہتر طریق پر دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ اسلامک بنکنگ کا تیسری عالمی سیمینار ہے اور عالمی ایسوسی ایشن برائے اسلامی بنک نے اس کا اہتمام کیا ہے۔ اگرچہ اس کا افتتاح تو پرائم منسٹر نے کرنا تھا لیکن ان کی عدم موجودگی میں پنجاب کے گورنر میاں محمد اظہر نے اس کا افتتاح کیا۔

○ نیٹو کے فوجی حکام نے گذشتہ روز ایک میٹنگ کے دوران یہ فیصلہ کیا کہ وہ بوسنیا کے نوفلائی زون پر عمل کروانے کے لئے طاقت استعمال کریں گے۔ اگر کوئی جہاز اقوام متحدہ کی پابندی کو توڑ کر وہاں پرواز کرے گا تو اسے مار گرایا جائے گا۔

○ تقریباً ایک سال کے تعطل کے بعد جنوبی افریقہ میں جمہوریت کے سلسلے میں دوبارہ گفتگو شروع ہو رہی ہے۔ اسی گفتگو کا ہدف یہ ہے کہ ایک آدمی ایک ووٹ کے ذریعہ کب انتخابات کروائے جائیں۔

○ یوروپین کمیونٹی نے کہا ہے کہ وہ نہایت پر امید ہے کہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے سلسلے میں اگلا سیشن اپنے وقت پر شروع ہو سکے گا۔

○ عظیم طارق نے کہا ہے کہ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ ایم۔ کیو۔ ایم موجودہ حالات پر قابو پا لے گی۔ اور یہ ایک تبدیل شدہ ایم کیو ایم کی صورت میں اپنے آپ کو ملک کے سامنے پیش کرے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ چونکہ سارے ملک میں سیاسی رجحانات بدل رہے ہیں اس لئے ایم کیو ایم بھی ان تبدیلیوں سے اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے کہ انسان اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو۔ بے دلی سے اس کی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔

طلباء کیلئے گرمیوں کی چھٹیوں میں خدمت دین کرنے کا سنہری موقع

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث فرماتے ہیں

"میں طالب علموں سے خاص طور سے کہتا ہوں کہ چونکہ گرمیوں کی چھٹیاں آرہی ہیں وہ ضرور وقفِ عارضی پر جائیں۔ ان کا علم بڑھیگا۔ جہاں وہ جائیں گے وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں نمونہ بننے کی کوشش کرنی پڑے گی اور اگر نوجوان ان کے لئے نمونہ بنیں گے تو ان پر بڑا اثر ہوگا کہ چھوٹی چھوٹی عمروں والے اس قسم کا کام کر رہے ہیں۔

(روزنامہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء)

لہٰذا تمام طلباء کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں اور فارم وقفِ عارضی پر کر کے نظارت ہذا کو بھجوائیں تاکہ وہ اس بابرکت تحریک میں شامل ہو کر اس کی برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں۔ فارم وقفِ عارضی نظارت ہذا یا اپنے حلقہ کے مربی صاحب سے حاصل کئے جا سکتے ہیں"

ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد
(تعلیم القرآن و وقف عارضی)

نئے سال کی کتابیں اور کاپیاں بارعایت خریدیے
رؤف بک ڈپو اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

صاحبِ اولاد! اپنے پھولوں سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	○۔ چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE	۳۵/-	○۔ بول بستری کورس
MITTI CHOUR COURSE	۲۰/-	○۔ مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE	۳۰/-	○۔ بے بی گروتھ کورس
MARASMUS COURSE	۶۰/-	○۔ سوکھا پن کورس
BABY TINIC	۱۲/-	○۔ بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE	۲۰/-	○۔ آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULER TEETH CURE	۲۰/-	○۔ بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن
چار صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ہیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۶۰۶ / ۷۷۱